عساکر پاکستان اور شعری ادب

ڈاکٹر طاہرہ سرور
اسسٹنٹ پروفیسر اردو
لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

PAKISTAN'S ARMED FORCES
AND THEIR LITERARY CONTRIBUTIONS

Tahira Sarwar, PhD
Assistant Professor of Urdu
Lahore College (W) University, Lahore

Abstract

It is interesting to note that almost all big names of Urdu poetry served in the forces in one or the other in the past. The story of literary contributions of forces did not end with the emergence of Pakistan. There arose great poets from armed forces of Pakistan who not only proved their mettle by discharging their duties as the defenders of the boundary of motherland but also demonstrated their poetic excellence by contributing to Urdu poetry. This article is an introductory review of the Urdu poets who have been associated with armed forces of Pakistan or still in service.

Keywords:

جعفر زٹلی، شاہ حاتم، میر تقی میر، سراج الدین علی خان آرزو، میر سوز، قائم چاند پوری، وقار انبالوی، ن م راشد، فیض احمد فیض

عسکری زندگی کے راستے کٹھن ہیں لیکن انھی راستوں میں کیف ونشاط کی کہکشائیں بھی بکھری پڑی ہیں ۔فوج سے وابستہ افراد نے اپنے فرائض منصبی انجام دینے کے ساتھ ساتھ اردو ادب کی بھی بہت خدمت کی ہے ۔اس سلسلے میں بریگیڈیئر گلزار احمد کی یہ رائے بالکل و قیع معلوم ہوتی ہے:

''سپاہی کا ادیب ہونا کوئی حیرت انگیز بات نہیں ۔ یہ خیال کہ عساکر کو ادب سے یا ادب کو عساکر سے کوئی تعلق نہیں، ایک غلط خیال ہے ۔ ہر زندہ و کارفرما قوم کی عسکری صفوں میں ادیب موجود ہوتے ہیں بلکہ ایک لحاظ سے ان ہی کی وجہ سے ان اقوام کے ادب میں زندگی اور بالیدگی کی روح قائم رہتی ہے ۔''(۱)

اُردو ادب کی شعری روایت کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ برصغیر پاک وہند کے معروف شعرا میں سے اکثر سپاہی پیشہ تھے ۔مثلاً مشہور شاعر امیر خسرو جو قدیم اُردو کے حوالے سے ایک اہم مقام رکھتے ہیں کا منصب سپاہی گری بھی تھا۔اسی طرح بے باک شاعر جعفر زٹلی (۱۶۵۴ء۔۱۷۱۳ء)،شہزادہ کام بخش کی فوج میں ملازم تھے اور دکن کے معرکوں میں شامل رہے ۔ ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

''جعفر دکن میں شہزادہ کام بخش کے سواروں میں شامل تھے اور مورچل کی خدمت پر مامور تھے ۔جعفر اس خدمت سے تنگ آگئے اور بادشاہزادے سے عرض کی لیکن شنوائی نہ ہوئی ۔ایک نظم لکھی اور نوکری چھوڑ دی ۔''(۲)

اس ضمن میں ڈاکٹر تبسم کاشمیری کا کہنا ہے:

''حصول رزق کی خاطر جعفر زٹلی نے کچھ مدت مغلیہ لشکر میں بھی گزاری تھی ۔ عالمگیر کے دور میں یہ بات مشہور تھی کہ دکن سپاہیوں کا نان ونفقہ ہے ۔ زٹلی بھی اس نان ونفقہ کی خاطر دکن جا پہنچا تھا، جہاں اس نے دکنی مورچوں میں شب وروز آگ اور دھوئیں کے کھیل دیکھے ۔''(۳)

اپنے وقت کے معروف شاعر ظہور الدین حاتم کا پیشہ بھی سپہ گری تھا ۔ وہ ۱۸۳۵ء میں نواب امارت الملک امیر خاں کے مصاحب بنے پھر امیر خسرو نورالدولہ خاں سے وابستہ ہوئے ۔شیخ ظہور الدین حاتم ۱۶۹۹ء۔ ۱۷۸۳ء دہلی میں پیدا ہوئے اور ساری عمر وہیں رہے ۔ابتدا میں رمزی تخلص کرتے تھے ،بعد میں شاہ حاتم اختیار کیا۔جوانی میں سپاہی پیشہ تھے ۔ایک شعر میں اس طرف بھی اشارہ کیا ہے:

اے قدر دانِ کمال حاتم دیکھو　　عاشق و شاعر و سپاہی ہے

ایک اور شاعر محمد شاکر ناجی (۱۶۹۳ء۔۱۷۴۷ء) نواب امیر خاں انجام کے مطبخ کے داروغہ تھے ۔

وہ دہلی کے رہنے والے تھے اور پیشے کے اعتبار سے سپاہی تھے۔۱۷۳۹ء میں نادر شاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا اور یہاں قتل عام شروع کر دیا۔ ناجی اس وقت فوج میں تھے اور نادر شاہ کی ساری تباہی انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی۔ ناجی نے اس قتل عام اور تباہی کا سارا حال اپنی ایک طویل نظم میں بھی لکھا ہے۔

سراج الدین علی خاں آرزو بھی سرکاری ملازمت کے سلسلے سے گوالیار میں منصب دار مقرر ہوئے۔ ان کی اہمیت یہ ہے کہ اردو کے اکثر مشاہیر شعرا نے ان سے فیض پایا ہے۔ علاوہ ازیں مشہور شاعر مرزا محمد رفیع سوداؔ بھی، ابتدا میں سپاہی پیشہ رہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر تبسم کاشمیری لکھتے ہیں:

> ''شباب کی ابتدائی منزلوں ہی میں سودا کے لیے عیش و طرب کے بے شمار اسباب مہیا تھے۔ چناں چہ باپ کے ترکے کو وہ ان ہی ایام کی عیش پرستی پر ضائع کر بیٹھے۔ لہٰذا مجبوراً فوج کی نوکری اختیار کرنا پڑی، جو ان کے طبع کے خلاف ثابت ہوئی ـــ عملی زندگی میں پہلے پہل سپاہ گری کا پیشہ اختیار کیا تھا۔ شاید مزاج کی عدم مطابقت یا پیشہ کی ناقدری کی وجہ سے ترک کر دیا۔''(۴)

اردو زبان کے لافانی شاعر میر تقی میر ۱۷۴۸ء میں میر رعایت خاں کے ملازم ہوئے۔ سرہند کے معرکہ میں جہاں احمد شاہ سے جنگ ہوئی، رعایت خاں کے ساتھ میر صاحب بھی شریک تھے۔ کسی وجہ سے میر صاحب اس ملازمت کو نہ نبھا سکے اور اسے ترک کر دیا۔ اسی زمانہ میں روہیلوں کا معرکہ پیش آیا اور میر صاحب اس میں بھی شریک ہوئے۔ میر سوز اور قائم چاند پوری بھی شاہی توپ خانے میں ملازم تھے۔ احمد شاہ کی معزولی کے بعد قائم شاہی ملازمت سے ۱۱۶۷ھ/۱۷۵۴ء میں الگ ہوئے۔ کم و بیش یہی زمانہ میر سوز کی ترک ملازمت کا بھی ہونا چاہیے۔ قائم چاند پوری مرہٹوں کے حملے کے بعد بہت دل برداشتہ ہوئے اور انھوں نے ملازمت ترک کر دی۔ قائم نے متعدد اصناف سخن میں اپنا جوہر دکھایا ہے۔

لکھنؤی دبستان سے تعلق رکھنے والے شاعر سعادت یار خاں رنگین بھی سپاہی تھے۔ جب وہ لشکری مہم میں ہوتے تب بھی شعر کہتے۔ آخر کار ملازمت ترک کر دی۔ رنگین کے مجموعہ کلام میں اردو اشعار کے علاوہ بے شمار اردو فارسی نثر کے رسالے موجود ہیں۔ اردو عہد آفرین شاعر دیا شنکر نسیم بھی شاہی فوج میں بخشی گری کے عہدے پر مامور رہے۔ دیا شنکر نسیم کی وجہ شہرت ''گلزار نسیم'' ہے جو اردو کی اہم ترین مثنویوں میں سے ایک ہے۔

الغرض اردو کے عظیم شعرا میں سے بیشتر کا تعلق کسی نہ کسی طور فوج سے ضرور رہا ہے اور قیام پاکستان سے قبل بے شمار سپاہی پیشہ افراد قلم کار بھی رہے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران میں بھی

ہمارے اردو ادبیات کے بعض قابل ذکر شعرا فوج سے وابستہ ہوئے۔ ذیل میں ان کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

حوالدار ناظم علی (وقار انبالوی)

وقار انبالوی کا اصل نام ناظم علی تھا اور فوجی حلقوں میں حوالدار ناظم کے نام سے معروف تھے۔ ان کا تعلق برطانوی افواج کے پیادہ دستے سے تھا۔ ۲۳ جون ۱۸۹۶ء کو انبالہ کے ایک گاؤں خیار تھل میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۵ء میں وقار انبالوی ناگ پور میں مقیم ایک پنجاب رجمنٹ میں بطور نائیک فوج میں شامل ہوئے اور بعد میں حوالدار ہو گئے۔ ۱۹۱۸ء میں انھوں نے ملازمت کو خیر باد کہہ دیا۔ فوج سے ریٹائر ہونے کے بعد ''زمیندار'' اخبار کے سٹاف میں شامل ہو گئے۔ اس زمانے میں باقاعدہ شعر گوئی شروع کی۔ ''آہنگ رزم'' اور ''زبان حال'' وقار انبالوی کے مشہور شعری مجموعے ہیں۔ انھوں نے ۲۶ جون ۱۹۸۸ء کو وفات پائی۔

کیپٹن عطا محمد (حاجی لق لق)

حاجی لق لق کا اصل نام بابو عطا محمد تھا۔ وہ ۱۸۹۷ء میں پٹی مغلاں تحصیل قصور، ضلع لاہور میں پیدا ہوئے۔ آج کل پٹی مغلاں بھارت کی حدود میں شامل ہے۔ حاجی لق لق نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے سکول سے حاصل کی۔ ۱۹۱۶ء میں بطور مترجم فوج میں بھرتی ہوئے۔ ۱۹۲۴ء میں انھیں ہیڈ کلرک بنا دیا گیا اور ۱۹۳۱ء کے اوائل میں کیپٹن کے عہدے پر ترقی دے کر ریٹائر کر دیا گیا۔ دوسری جنگ عظیم میں ان کی خدمات کچھ عرصہ کے لیے حاصل کی گئیں۔ اگست ۱۹۶۱ء میں بیمار ہوئے اور ستمبر ۱۹۶۱ء میں انتقال کر گئے۔ شاعری کے حوالے سے ''منقار لق لق'' اور ''تقدیر کشمیر'' ان کے مشہور مجموعے ہیں۔

کیپٹن نذر محمد (ن۔م راشد)

ن۔م راشد کا پورا نام نذر محمد اور تخلص راشد ہے۔ نومبر ۱۹۱۰ء کو اکال گڑھ، ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے ۱۹۳۲ء میں گورنمنٹ کالج، لاہور سے اکنامکس میں ماسٹر کی ڈگری لی۔ آل انڈیا ریڈیو، دہلی سے منسلک ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم کے آغاز میں فوج کے محکمہ نشر و اشاعت میں ملازمت اختیار کی اور کیپٹن کے عہدے پر فائز ہو کر قاہرہ، تہران اور سری لنکا میں مقیم رہے۔ ۱۹۵۲ء میں امریکہ نے اردو پروگراموں کے لیے ان کی خدمات حاصل کر لیں۔ وہ آخری وقت تک نیویارک میں مقیم رہے۔ ۱۹۷۵ء میں ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ''ماورا''، ''ایران میں اجنبی''، ''لا = انسان'' اور ''گمان کا ممکن'' ن۔م راشد کے شعری مجموعے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل فیض احمد فیض

لیفٹیننٹ کرنل فیض احمد فیض ۱۳ نومبر ۱۹۱۱ء کو کالا قادر (اب فیض نگر) ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۷ء میں مشن ہائی سکول، سیالکوٹ سے میٹرک کیا۔ علامہ اقبال کے استاد شمس العلما مولوی سید میر حسن سے فارسی اور عربی میں دست گاہ حاصل کی۔ ۱۹۳۱ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے اور عربی میں بی اے (آنرز) کیا۔ ۱۹۳۳ء میں اورینٹل کالج، لاہور سے عربی میں ایم اے کیا۔ بعد ازاں انگریزی میں ایم اے بھی کیا۔ ۱۹۳۵ء میں ایم اے او کالج امرتسر میں انگریزی کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۲ء میں سجاد ظہیر اور صاحب زادہ محمود الظفر کے ساتھ مل کر "انجمن ترقی پسند مصنفین" کی بنیاد ڈالی۔ ۱۹۴۰ء میں ہیلی کالج آف کامرس، لاہور میں انگریزی کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں بطور کیپٹن فوج میں ملازمت اختیار کی اور فوج کے شعبہ تعلقات عامہ سے وابستہ ہوئے۔ ۱۹۴۳ء میں میجر اور ۱۹۴۴ء میں لیفٹیننٹ کرنل کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں فوج سے مستعفی ہو کر لاہور واپس آ گئے۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۷ء تا ۱۹۵۸ء روزنامہ "پاکستان ٹائمز"، "امروز" اور ہفت روزہ "لیل ونہار" کے مدیر اعلیٰ رہے۔ ۱۹۵۱ء میں سیفٹی ایکٹ کے تحت ۹ مارچ کو گرفتار اور راولپنڈی سازش کیس کے الزام میں چار سال تک مختلف جیلوں میں مقید رہے۔ ۱۹۵۵ء میں ۲۰ اپریل کو چار سالہ قید سے رہائی ملی۔ ۱۹۶۲ء میں انھیں روس کا سب سے بڑا "لینن امن انعام" ملا۔ ۲۰ نومبر ۱۹۸۴ء کو وفات پائی۔ ان کے شعری مجموعے "نقش فریادی"، "دست صبا"، "زندان نامہ"، "دست تہ سنگ"، "سر وادی سینا"، "قرض دوستاں"، "میرے دل میرے مسافر"، "سارے سخن ہمارے"، اب "نسخہ ہائے وفا" کے نام سے ایک جلد میں شائع ہو گئے ہیں۔

مرزا محمود سرحدی

سپاہی مرزا محمود سرحدی ۱۹۱۴ء میں پشاور میں پیدا ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم میں فوج میں بھرتی ہوئے۔ خرابی صحت کی بنا پر فوج سے ریٹائرمنٹ لے لی اور بعد میں شعبۂ تدریس سے منسلک ہو گئے۔ شروع ہی سے شعری ذوق رکھتے تھے۔ فوجی زندگی کے مشاہدات نے مہمیز کا کام کیا۔ محمود سرحدی کے دو شعری مجموعے "سنگینے" اور "اندیشۂ شہر" اہمیت رکھتے ہیں۔

سپاہی عبد الرحیم (صحرائی گورداسپوری)

عبد الرحیم نام اور صحرائی گورداسپوری ادبی حوالہ ہے۔ ۱۳ مارچ ۱۹۱۸ء میں کوٹ سندوخ راہ، ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم کی ابتدا میں فوج میں بھرتی ہوئے اور انتہا پر چھوڑ کر

واپس آ گئے ۔انھوں نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔۲۰ نومبر ۱۹۸۷ء کو وفات پائی ۔ان کا شعری مجموعہ''لالہ صحرا'' کے نام سے شائع ہوا۔

سیلر محمد منیر (منیر نیازی)

اردو شعر و ادب کی ایک جانی پہچانی شخصیت محمد منیر نیازی کی ہے۔ وہ ۱۹/ اپریل ۱۹۲۸ء کو ہوشیار پور، بھارت میں پیدا ہوئے۔منیر نیازی کا پورا نام محمد منیر خان ہے۔منیر نیازی نے اپنی زندگی کے ابتدائی سات سال خانپور میں گزارے اور پھر منٹگمری آ گئے۔انھوں نے گورنمنٹ ہائی سکول،منٹگمری سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔گورنمنٹ کالج، ہوشیار پور سے ایف اے کرنے کے بعد رائل نیوی میں بحیثیت سیلر بھرتی ہو گئے لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ ملازمت ترک کر دی۔قیام پاکستان کے بعد لاہور آ گئے اور پھر ملتان سے بی اے کیا۔منیر نیازی نے اردو کے ساتھ ساتھ پنجابی زبان میں بھی شاعری کی ہے۔اردو شعری مجموعوں میں''تیز ہوا اور تنہا پھول''،''جنگل میں دھنک''،''دشمنوں کے درمیان شام''،''چھ رنگین دروازے''،''اس بے وفا کا شہر''، اور''ماہ منیر'' شامل ہیں۔ پنجابی شعری مجموعوں میں''سفری رُت''، ''چار چپ چیزاں''،''رستہ دسن والے ستارے'' اور''ساعت سیار'' شامل ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد کے نامور شعرا

قیام پاکستان کے بعد افواج پاکستان میں شامل ہونے والی بہت سی شخصیات نے ادب میں نام پیدا کیا۔ذیل میں قیام پاکستان کے بعد اردو کے نامور عسکری شعرا کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

کیپٹن مظفر احمد ہاشمی

کیپٹن مظفر احمد ہاشمی کا قلمی نام ظفر ہاشمی ہے۔ وہ ۶ اگست ۱۹۰۵ء کو ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں چک ہاشمیاں میں پیدا ہوئے۔۱۹۴۰ء میں برصغیر کی بری افواج میں شامل ہو گئے۔ دوسری جنگ عظیم میں برما اور عراق کے محاذوں پر داد شجاعت دی اور صوبیدار کے منصب تک پہنچے۔بعد میں کمیشن ملا اور کیپٹن کے عہدہ پر فائز ہوئے۔۱۹۴۹ء میں فوج سے پنشن لے لی۔ان کی شعری تخلیقات میں''حسن خیال''،''حسن کلام''،''تنویر انجم'' اور''آہنگ ظفر'' شامل ہیں۔

حوالدار کلرک باقی صدیقی

باقی صدیقی کا اصل نام محمد افضل تھا۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۹ء کو سہام، راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے راولپنڈی سے میٹرک کیا۔عملی زندگی کا آغاز بطور معلم کیا۔ بعد ازاں فلمی دنیا سے وابستہ ہو کر امپیریل فلم کمپنی، بمبئی کی ملازمت اختیار کر لی۔فلم''توپ کا بچہ'' میں کوتوال شہر کا کردار ادا کیا۔فلم''مرد کا بچہ''

کے گیت اور مکالمے لکھے۔ ۱۹۴۰ء میں فلمی دنیا سے کنارہ کش ہو گئے۔ دوسری جنگ عظیم میں بحیثیت حوالدار کلرک فوج میں شامل ہوئے۔ ۱۹۴۵ء میں ملٹری انجینئرنگ سروس میں چلے گئے۔ جہاں ۱۹۴۹ء تک خدمات سرانجام دیں۔ ۸ جنوری ۱۹۷۲ء کو وفات پائی اور اپنے آبائی قبرستان سہام، راولپنڈی میں دفن ہوئے۔ ''جام جم''، ''کچے گھڑے''، ''بارِ سفر''، ''کتنی دیر چراغ جلا'' اور ''زادِ سفر'' ان کے مشہور شعری مجموعے ہیں۔

میجر سید ضمیر جعفری

میجر ضمیر جعفری یکم جنوری ۱۹۱۶ء کو منگلا، ضلع جہلم کے قریب ایک گاؤں چک عبدالخالق میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسے اور گورنمنٹ ہائی سکول جہلم میں حاصل کی۔ ۱۹۳۸ء میں اسلامیہ کالج، لاہور سے بی اے کرنے کے بعد فوج میں شامل ہوئے اور میجر کے عہدے تک پہنچ کر ریٹائر ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم میں بھی حصہ لیا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بھی شرکت کی۔ ان کا انتقال ۱۲ مئی ۱۹۹۹ء کو ہوا۔ ''کارزار''، ''جزیروں کے گیت''، ''لہو ترنگ''، ''ارمغان ضمیر''، ''مافی الضمیر''، ''میرے پیار کی سر زمین''، ''من کے تار''، ''مسدس بدحالی'' اور ''زبور وطن'' سید ضمیر جعفری کے مشہور شعری مجموعے ہیں۔

سکواڈرن لیڈر عبدالعلی شوکت

عبدالعلی شوکت یکم جنوری ۱۹۲۴ء کو جالندھر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۹ء میں اسلامیہ ہائی سکول، جالندھر سے میٹرک، ۱۹۴۱ء میں ڈی اے وی کالج، جالندھر سے ایف اے اور ۱۹۴۳ء میں بی اے پنجاب یونیورسٹی سے کیا۔ ۱۹۷۲ء میں پشاور یونیورسٹی سے ایم اے فلسفہ کی ڈگری حاصل کی۔ مئی ۱۹۴۸ء میں پاک فضائیہ سے وابستہ ہوئے۔ اس وقت انھیں فلائیٹ سارجنٹ کا عہدہ دیا گیا۔ بعد ازاں ترقی کے مراحل طے کرتے ہوئے جنوری ۱۹۸۴ء میں سکواڈرن لیڈر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ عبدالعلی شوکت کہنہ مشق اور قادرالکلام شاعر ہیں۔ ان کے دو شعری مجموعے ''لرزاں ساعتیں'' اور ''نور یقین'' شائع ہو چکے ہیں۔

ماسٹر وارنٹ آفیسر عبدالرحمان کیانی (رحمان کیانی)

رحمان کیانی ۳۰ اگست ۱۹۲۴ء کو منڈیاؤں چھاؤنی، لکھنو میں پیدا ہوئے۔ تیرہ برس کی عمر تک اپنے والد کے مدرسے میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹ سال کی عمر میں رائل انڈین ایئر فورس میں بطور اسلحہ ساز بھرتی ہوئے۔ سپاہی کی حیثیت سے دوسری جنگ عظیم میں برعظیم کے چپے چپے اور عدن سے فلپائن تک میدانوں، صحراؤں اور جنگلوں میں لڑے۔ پاکستان بننے کے بعد پاک فضائیہ سے منسلک ہو گئے اور ماسٹر وارنٹ آفیسر کے عہدے تک ترقی پائی۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں بھی شریک ہوئے۔

فروری ۱۹۹۰ء میں لاہور میں انتقال ہوا۔ رحمان کیانی نے شاعری کا آغاز ۱۹۳۸ء میں کیا۔ ''حرف سپاس''، ''سیف وقلم''، ''پلکوں کے چراغ''، ''مشعلۂ شرق''، ''شمشیر ضیا بار'' اور ''شرارِ سنگ'' ان کے شعری مجموعے ہیں۔

لیفٹیننٹ جنرل ڈاکٹر محمود الحسن

لیفٹیننٹ جنرل محمود الحسن گوجرانوالہ ضلع کے قصبہ ایمن آباد میں ۱۷ جولائی ۱۹۲۵ء کو پیدا ہوئے۔ ایم بی بی ایس کا امتحان اعزاز سے پاس کر کے ۲۷ دسمبر ۱۹۴۸ء کو آرمی میڈیکل کور میں بطور لیفٹیننٹ شامل ہوئے۔ محمود فوج میں ممتاز عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۷ جولائی ۱۹۸۸ء کو ریٹائر ہوئے۔ ان کی شاندار خدمات کی وجہ سے فوج نے انھیں تمغۂ امتیاز، ستارہ بسالت، ستارہ امتیاز اور ہلال امتیاز سے نوازا۔ ان کے چار شعری مجموعے ''آتش نوبہار''، ''سرور جاوداں''، ''در دو درماں'' اور ''شہد سم'' شائع ہو چکے ہیں۔ محمود الحسن کی شاعری کے بارے میں سید ضمیر جعفری کی رائے ملاحظہ کیجیے:

> ''مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ پاکستان کے اس مایۂ ناز سرجن کے نشتر کی طرح اس کے شعر کی نشتریت بھی تاثیر و تسخیر کی نئی نئی نصرتوں سے ہمکنار نظر آتی ہے۔ ان کے ہاں شاید ہی کوئی شعر ایسا ہو جس میں جذبے، تجربے یا خیال کا کوئی ستارہ پوری دلکشی اور توانائی سے روشن نہ ہو اور جس پر دھیان کے ساتھ ساتھ ''جان'' بھی رقص نہ کر اٹھے۔ ان کے فکر و فن میں اتنی صلاحیت و قوت ہے کہ ان کا شعر محض ہونٹ ہلانے سے نہیں پڑھا جا سکتا۔ اظہار کی سلاست و صفائی ان کے اسلوب کا خاص جوہر ہے۔''(۵)

میجر سید نور الحسن رضوی

میجر سید نور الحسن رضوی ۱۸ جنوری ۱۹۳۰ء کو پیدا ہوئے۔ ۲۶ اگست ۱۹۵۰ء میں الیکٹریکل اینڈ مکینکل انجینئرنگ میں کمیشن ملا۔ انھوں نے دونوں پاک بھارت جنگوں میں حصہ لیا۔ ۱۹۶۵ء میں میجر تھے لیکن اس کے بعد ریٹائرمنٹ لے لی۔ ۲۷ نومبر ۱۹۷۱ء میں انھیں دوبارہ بلایا گیا اور جنگ کے ختم ہوتے ہی انھیں سبکدوش کر دیا گیا۔ ان کا مجموعہ کلام ''عکسِ نور'' ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا۔

جنرل خالد محمود عارف

جنرل خالد محمود عارف ۱۴/ اپریل ۱۹۳۰ء کو بٹالہ، ضلع گورداس پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول سرکی گیٹ، پشاور سے حاصل کی۔ مڈل اور میٹرک کے امتحان بٹالہ سکول سے پاس کیے۔ میٹرک کے بعد پشاور کے ایڈورڈز کالج سے ایف ایس سی کی۔ بی ایس سی میں پڑھ رہے تھے

کہ آرمی میں کمیشن مل گیا۔کوہاٹ میں تربیت پائی۔اکتوبر ۱۹۴۹ء میں سکینڈ لیفٹیننٹ بنے۔ترقی کرتے کرتے پاک فوج کے وائس چیف آف آرمی سٹاف کے عہدے تک پہنچے۔جنرل صاحب مارچ ۱۹۸۷ء میں اسی عہدے سے ریٹائر ہوئے۔انھیں ابتدا ہی سے شعر وادب سے گہری دلچسپی رہی۔ان کے تین شعری مجموعے ''گردسفر''، ''ریگ رواں'' اور ''دشت رواں'' شائع ہو چکے ہیں۔

صوبیدار ذوالفقار علی (زلفی سید)

سید ذوالفقار علی نام، زلفی تخلص اور زلفی سید کے ادبی نام سے پہچانے جاتے ہیں۔۵ نومبر ۱۹۳۰ء کو ضلع سرگودھا کے ایک گاؤں علی پور سیداں میں پیدا ہوئے۔وہیں تعلیمی سلسلہ شروع کیا۔۲۱ نومبر ۱۹۴۹ء کو فوج میں سپاہی بھرتی ہوئے اور ۳۱ سال مدتِ ملازمت مکمل کر کے صوبیدار کے رینک سے پنشن پائی۔ ''دکھ دے اولے''، ''وفا کی بارش''، ''اجالا کس طرح ہوگا'' اور ''چیٹی رُت'' ان کے شعری مجموعے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل دلنواز دل

لیفٹیننٹ کرنل دلنواز خان دل ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو گجرات میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم گجرات میں حاصل کی۔گارڈن کالج راولپنڈی سے ایف ایس سی کر کے ۱۹۵۲ء میں فوج میں کمیشن لیا اور ای ایم ای کور میں شامل ہو گئے۔شاندار خدمات کے صلے میں انھیں تمغہ امتیاز ملٹری بھی دیا گیا۔۷/اگست ۱۹۸۷ء کو فوج سے ریٹائر ہوئے۔ان کا معروف شعری مجموعہ ''داغ داغ دل'' ہے جو ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا۔

کرنل فضل اکبر کمال

فضل اکبر کمال ۱۶ دسمبر ۱۹۴۰ء کو چکیاہ، ضلع مانسہرہ میں پیدا ہوئے۔گورنمنٹ ہائی سکول بفہ سے ۱۹۵۹ء میں میٹرک کیا اور پاکستان ملٹری اکیڈمی میں داخل ہو گئے جہاں سے ایف اے کے ساتھ ساتھ کمیشن بھی حاصل کیا۔دوران ملازمت آپ نے بی اے، ایم اے اردو، ایم اے اسلامیات، ایم اے پولیٹکل سائنس، ایل ایل بی اور ڈی ایچ ایم ایس کیا۔اکتوبر ۱۹۹۰ء میں کرنل کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔آپ کے دو شعری مجموعے ''حریم وحجاب'' اور ''عکس کمال'' شائع ہو چکے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل نثار احمد خان ترین جاذب

نثار احمد خان ترین جاذب ۲۷ مارچ ۱۹۴۱ء کو مریدکے، ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔۱۹۶۴ء میں پاک فوج کی میڈیکل کور میں کمیشن لیا۔۱۹۷۱ء میں میجر اور ۱۹۷۴ء میں لیفٹیننٹ کرنل کے عہدے پر ترقی پائی۔''آشوب وطن'' اور ''روداد چمن'' ان کے شعری مجموعے ہیں۔

میجر ڈاکٹر محمد خاں اشرف

محمد خاں اشرف ۸ نومبر ۱۹۴۱ء کو گڑھ شنکر (ضلع ہوشیارپور موجودہ مشرقی پنجاب بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام فضل محمد خاں تھا۔ اپنے نام کے ساتھ اشرف کے حوالے سے ڈاکٹر محمد خاں اشرف کا کہنا ہے کہ میٹرک میں ایک محمد خان اور ہوا کرتا تھا۔ اس لیے ان کے استاد نے ان کے نام کے ساتھ اشرف لگا دیا تا کہ شناخت میں آسانی رہے۔ یہی نام بعد میں ان کا تخلص بن گیا۔(۶)

محمد خاں اشرف نے ۱۹۶۳ء میں پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے ایم اے اُردو کیا۔ ۱۹۹۱ء میں انھوں نے اردو تنقید کے رومانوی دبستان کے موضوع پر بڑا مفید تحقیقی کام کر کے اردو میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

محمد خاں اشرف نے اکتوبر ۱۹۶۷ء میں پاک فوج میں کمیشن حاصل کیا اور ۸ بلوچ میں تعینات ہوئے۔ پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول میں وہ اپنے کورس میں اول پاس آؤٹ ہوئے اور بہترین آل راؤنڈ کیڈٹ کا اعزاز حاصل کیا۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں وہ مشرقی پاکستان میں تھے۔ ان کی بے مثال عسکری خدمات پر انھیں ستارۂ جرأت کا اعزاز ملا۔ انھیں ستارۂ حرب، تمغۂ جنگ، تمغۂ قائداعظم اور ہجری میڈل بھی عطا ہوئے۔ انھیں بیرونِ ملک عسکری تعلیم وتربیت کا امتیاز بھی حاصل ہوا۔ انھوں نے ۱۹۷۸ء میں آرمی سٹاف کالج کیمبرلے (یو۔ کے) سے گریجویشن کی۔ مختلف کمانڈ اور سٹاف عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۹۸۷ء میں ریٹائر ہوئے اور محکمہ تعلیم میں شمولیت اختیار کر لی۔ ۲۰۰۱ء میں ہائر ایجوکیشن کمیشن (حکومت پاکستان) کی طرف سے انھیں Best University Teacher کا ایوارڈ دیا گیا۔

درد کا سورج

ڈاکٹر محمد خاں اشرف کا پہلا شعری مجموعہ "درد کا سورج" ہے۔ یہ تخلیقات جو "قیدی کیمپ ۹۹" کے ایام اسیری کی یادگار ہیں، ۱۹۸۲ء میں پہلی بار کتابی صورت میں شائع ہوئیں۔ ڈاکٹر محمد خاں اشرف نے دکھ، تنہائی اور قید میں رہتے ہوئے بھی ہمت، جرأت اور حوصلے کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ ان کے اس شعری مجموعہ نے ادبی حلقوں میں خاصی پذیرائی حاصل کی۔ بقول احمد ندیم قاسمی:

> "درد کا سورج" کا مطالعہ اس لحاظ سے نہایت دلچسپ ہے کہ اس میں مندرجہ تمام تخلیقات اس دورِ آزمائش کی یادگار ہیں جب مصنف دشمن کی قید میں تھا۔ یہ مجموعہ اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ جسم کو تو محبوس کیا جا سکتا ہے مگر جذبہ واحساس اور تصور و خیال کو کوئی زنجیر نہیں پہنائی جا سکی، یوں یہ مجموعہ کلام محمد خاں اشرف کے اس عزم کی علامت بن گیا ہے

کہ رات کو آخر صبح میں بدلنا ہے، خزاں کو بہار کے لیے جگہ خالی کرنی ہے اور اسیروں کو زود یا بدیر رہا ہونا ہے ۔اس نقطۂ نظر سے ''درد کا سورج'' کا خیر مقدم ہونا چاہیے کہ یہ ایک ایسے مزاج کا ترجمان ہے جو اسیری میں بھی اپنی دنیا سے ذہنی اور روحانی روابط برقرار رکھتا ہے اور جو شکست کو ماننا نہیں جانتا۔''(۷)

شاخ آہو

''شاخ آہو''ڈاکٹر محمد خاں اشرف کی اردو، پنجابی نظموں اور تراجم پر مشتمل مجموعہ ہے۔کتاب کا پہلا حصہ اردو نظموں پر مشتمل ہے ۔ان نظموں میں جذبہ و فکر کا حسین امتزاج موجود ہے ۔''شاخ آہو'' کا دوسرا حصہ پنجابی نظموں پر مشتمل ہے ۔اس میں انھوں نے معاشرتی حوالوں کو مدِ نظر رکھا ہے۔''شاخ آہو'' کا تیسرا حصہ تراجم پر مشتمل ہے ۔ڈاکٹر محمد خاں اشرف نے زیادہ تر ٹی ایس ایلیٹ کی نظموں کے تراجم کیے ہیں ۔

مداوا

''مداوا'' ڈاکٹر محمد خاں اشرف کی شاعری کا دوسرا مجموعہ ہے جو غزلیات پر مشتمل ہے ۔یہ مجموعہ ۲۰۰۹ء میں منظر عام پر آیا۔ ڈاکٹر محمد خاں اشرف بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں ۔ غالب کی شاعری سے انھیں خاص لگاؤ ہے اس لیے غالب کی فارسی ترکیبیں ان کے کلام میں جا بجا آئی ہیں ۔ان کا اسلوب کلاسیکل ہے لیکن مضامین و موضوعات جدید ہیں ۔

گروپ کیپٹن نیاز احمد صوفی

نیاز احمد صوفی ۱۷/ اپریل ۱۹۴۲ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے ۔ابتدائی تعلیم دھاروال پرائمری سکول، سیالکوٹ میں حاصل کی ۔ دوران تعلیم مباحثوں میں حصہ لیا اور بہت سے انعامات بھی حاصل کیے ۔ نیاز احمد صوفی اپنے ایک انٹرویو میں بتاتے ہیں :

> ''لڑکپن میں میرا رجحان کرکٹ کی طرف تھا ۔ میں آل راونڈر رہا ۔ بیٹنگ ، بولنگ بہت اچھی ، فیلڈنگ سست تھی ۔ مجھے فلمی گانوں اور ڈرائنگ سے بھی دلچسپی تھی ۔سکول کے زمانے ہی میں تقریری مقابلوں میں حصہ لینا شروع کر دیا ۔قدرت نے مجھے آہنگ سے نوازا تھا ۔اپنے ایک دوست لطیف مصور کے بہکانے پر میں نے شاعری شروع کر دی۔ میرے ماں باپ میرے ہوش سنبھالنے سے قبل ہی اللہ کے پاس چلے گئے اور مجھے اپنی محبت سے محروم کر گئے ۔محبت کی تڑپ میں زندگی گزری ۔ایسی صورت حال میں شاعری ہی مجھے سہارا دے سکتی تھی اور اب تک دے رہی ہے ۔''(۸)

نیاز احمد صوفی کو کالج میں ڈرامے سٹیج کرنے (اداکاری اور ہدایت کاری) کے بھی بہت مواقع میسر آئے۔۱۹۶۲ء میں لاہور آگئے۔اسلامیہ کالج سول لائنز میں ایم اے انگلش میں داخلہ لیا مگر فائنل سے پہلے چھوڑ دیا۔پاک فضائیہ میں ملازمت کا آغاز ۱۹۶۳ء میں ہوا۔انھوں نے رسال پور ٹریننگ کے دوران عسکری تقاضے پورے کیے جس میں فلائنگ بھی شامل ہے۔ایئر فورس کے محکمہ ایئر ڈیفنس میں ان کی ملازمت جاری رہی، دوران سروس رن کچھ، ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں اور افغان وار میں بھرپور حصہ لیا۔ انھوں نے بہت سے ریڈار، میزائیل یونٹوں کی کمان بھی کی۔اپنی زندگی کے تیس سال ایئر فورس کی نذر کیے اور ۱۹۹۳ء کے آغاز میں گروپ کیپٹن کی حیثیت سے ریٹائر ہو گئے۔ریٹائرمنٹ کے بعد کچھ عرصہ سعودی ایئر فورس میں بطور Air Defence Instructor ملازمت بھی کی۔

روپ، دھوپ اور صحرا

نیاز احمد صوفی کا پہلا شعری مجموعہ ''روپ، دھوپ اور صحرا'' ہے جو ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا اور ملک کے معروف اہل دانش کے خراج تحسین کا مستحق ہوا۔ان کی غزلوں اور نظموں میں، محبوب کا سراپا ان کے جمالیاتی ذوق کا مظہر ہے اور تجربے کی چوٹ پڑنے سے ایک ایسے ''روپ'' پر منتج ہو گیا ہے جو کوئی مثالی نمونہ نہیں بل کہ گوشت پوست کا ایک جیتا جاگتا انسان ہے۔صوفی صاحب کی غزل بنیادی طور پر کلاسیکی روایت کی ہی مظہر ہے۔بقول غلام جیلانی اصغر:

> ''غزل کی ہیئت ہی تو وہی صدیوں کی روایت ہے البتہ شاعر کے طرز احساس میں اس کے اپنے دُکھ اور اس کی اپنی خوشیاں شامل ہو کر اسے ایک ذاتی رنگ عطا کرتی ہیں۔یہ رنگ اس کی نظموں میں زیادہ واضح اور مثبت ہو گیا ہے۔شاید اس وجہ سے بھی کہ نظم کا فریم ورک شعری تجربے کو اپنی پوری کلیت کے ساتھ قاری تک منتقل کرنے میں زیادہ موزوں ہو۔''پاگل پن''، ''نصیحت''، ''زندگی'' ایسی ہی چند نظمیں ہیں جن میں شاعر نے اپنی ذات کو باہر کے حوالے سے دیکھا ہے۔یہ حوالہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ کوئی شاعر بھی عصری آگہی اور مصروفیت کے بغیر محض روایت کے آسرے زیادہ دیر تک اپنے شعری سفر کو بامعنی نہیں بنا سکتا''۔(۹)

پھر وہی دن کا اُجالا

''پھر وہی دن کا اُجالا'' نیاز احمد صوفی کا دوسرا شعری مجموعہ ہے۔عنوان سے ہی ظاہر ہے، کہ ''اجالا'' یہاں ان تلخ اور بے رحم حقائق کی علامت کے طور پر استعمال ہوا ہے جو انسانی ذہن کو معصوم ارمانوں کی

خواب ناک فضا سے نکال باہر کرتے ہیں۔ چنانچہ مکمل شعر، جس سے یہ عنوان ماخوذ ہے، یوں ہے:

پیشتر اس کے کہ کرتی رات دل جوئی میری　　　　پھر وہی دن کا اُجالا دل دکھانے آ گیا

نیاز احمد صوفی کی غزلوں میں لطیف رومانیت کے ساتھ تہہ داری بھی موجود ہے۔ نیاز احمد صوفی کی نظمیں عام طور پر مختصر ہیں لیکن موضوعات کے اعتبار سے ان کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ان کی شاعری کے متعلق پروفیسر خورشید رضوی لکھتے ہیں:

''غنائی مزاج رکھنے والے شعراء کی نظموں میں بالعموم غزل کا لہجہ اور ڈکشن راہ پا جاتے ہیں لیکن اس مجموعے کی نظموں کو دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ این۔ اے صوفی کے متنوع ذہن میں دونوں اصناف کی سرحدیں واضح ہیں۔ چنانچہ ان کی نظموں کی فنی بافت، تمثال کاری اور ایک اُداس تفکر کی فضا نظم جدید کے شعور کی آئینہ دار ہے۔'' (۱۰)

وارفتہ

نیاز احمد صوفی کا تیسرا مجموعہ کلام ''وارفتہ'' ہے۔ ان کی غزل دورِ حاضر کی غزل ہے۔ بظاہر ان کا موضوع محبت ہے مگر اُن کی یہ محبت کسی ایک محبوب تک محدود نہیں ہے۔ وطن سے لے کر بکھرے ہوئے ذرات تک بھی کچھ ان کی گرفت میں رہتا ہے۔ انسانی جذبات، احساسات، مشاہدات، افکار، استعارے، تصویریں نیاز احمد صوفی کے ہاں موزونیت اور ترتیب سے ظاہر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بقول وزیر آغا:

''نیاز احمد صوفی، ایک باصلاحیت غزل گو شاعر ہیں۔ اُن کے ہاں افقی وسعت بھی ہے اور عمودی گہرائی بھی جو طبعیات اور حیاتیات کے وسیع مطالعے کا ثمر شیریں ہے۔ ساتھ ہی اُن کے ہاں ایسے اڑنے والے اشعار بھی مل جاتے ہیں جو وقت کے طویل بہاؤ میں خود کو زندہ رکھنے پر قادر ہوتے ہیں۔ مجھے کامل یقین ہے کہ وہ اسی وارفتگی شوق سے غزل کی آبیاری کرتے رہے تو ان کے ہاں اس وضع اور معیار کے اشعار میں بتدریج اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔'' (۱۱)

کرنل افتخار حسین نقوی (افتخار اسیر)

کرنل افتخار حسین نقوی جون ۱۹۴۵ء کو مالیر کوٹلہ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اوکاڑا سے حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ہوتے ہوئے پنجاب یونیورسٹی تک پہنچے۔ کالج کے دور میں شعر کہنا شروع کیے اور افتخار اسیر بن گئے۔ ۱۹۶۷ء میں فوج میں سیکنڈ لیفٹیننٹ کے رینک پر کمیشن پایا۔ ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان میں قید ہوئے۔ اڑھائی سال جنگی قیدی رہنے کے بعد واپسی ہوئی۔ فوج میں

انتہائی اہم عہدوں پر کام کیا اور کرنل کے رینک میں ریٹائرمنٹ ہوئی۔"غم پنہاں"،"اسیر غم" اور"غم جاناں"ان کے شعری مجموعے ہیں۔

کیپٹن عطا رسول (شاکر کنڈان)

کیپٹن عطا رسول کا قلمی نام شاکر کنڈان ہے۔ ۲۰ جون ۱۹۵۱ء کو حاجی محمد حسین کے ہاں موضع کنڈان کلاں، تحصیل شاہ پور میں ولادت ہوئی۔ ۱۹۶۷ء میں جوہر میموریل ہائی سکول، جوہر آباد سے میٹرک کیا۔ ۱۹۷۱ء میں فوج میں بھرتی ہوئے اورتیس سال کی عسکری خدمات کے بعد ۲۰۰۱ء میں ریٹائرمنٹ لی۔ اسی دوران میں تعلیمی سلسلہ بھی جاری رکھا۔مختلف پیشہ ورانہ کورس بھی کیے۔ساتھ ہی تصنیف وتالیف کا کام بھی جاری رکھا۔مختلف رسائل و جرائد میں ان کی تحریریں شائع ہوتی رہتی ہیں۔"آشوب زیست"، "رفاقتوں کی فصیلیں"،"جلتے صحراؤں میں"،"ہتھیلی پہ سورج"ان کے شعری مجموعے ہیں۔

صوبیدار محمد اعظم احساس

صوبیدار محمد اعظم احساس ۲۰ جولائی ۱۹۵۲ء میں کہوٹہ کے ایک گاؤں پڑیکہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۸ء میں محمد اعظم احساس نے صابریہ سراجیہ ہائی سکول، فیصل آباد سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ میٹرک کرنے کے بعد ۱۹ مئی ۱۹۶۹ء کو بحیثیت کلرک پاک فوج میں ملازمت کا آغاز کیا۔دورانِ ملازمت انگریزی ادب میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۹۶ء میں بحیثیت صوبیدار ریٹائر ہوئے۔ان کا ایک شعری مجموعہ"شام ہو چلی احساس" شائع ہو چکا ہے۔ان کی شاعری کے بارے میں افضل گوہر کی رائے کچھ اس طرح ہے:

> "ان کی باطنی دنیا کے بہت سے منظر نامے ان کے ذوقِ جمال،شعور وآگہی، عرفانِ ذات اور کربِ حیات کی بدرجۂ اتم نشان دہی کرتے ہیں۔انہوں نے جہاں ہجر و وصال کی جملہ کیفیات کو ایک اچھوتے انداز میں لفظوں کے پیرہن دیے ہیں وہاں وہ عصری تقاضوں اور ارتقائے حیات سے بھی پوری طرح آشنا نظر آتے ہیں۔ جناب اعظم احساس نے اپنی نظم وغزل کو جن احساسات وجذبات سے مرصع کیا ہے ان کی اثر آفرینی، میدانِ سخن میں ان کی مہارت اور فن شناسی کا ایک بین ثبوت ہے۔علاوہ ازیں شعر گوئی کے وہ اپنے اس سفر میں کشاں کشاں اس منزل کی جانب پوری شدومد سے رواں دواں ہیں جہاں گوہر مراد کی تابانیاں قلب انساں کو انبساطِ روح کا سامان فراہم کرتی ہیں۔"(۱۲)

سوار سبحان الدین (گل بخشالوی)

سبحان الدین نام، گل تخلص اور گل بخشالوی قلمی حوالہ ہے۔ ۳۰ مئی ۱۹۵۲ء کو بخشالی، ضلع مردان میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۶ء میں پاک فوج میں بھرتی ہوئے۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ سے پہلے فوج کی ملازمت کو خیر باد کہہ کر واہ فیکٹری میں ملازمت اختیار کر لی۔ ۱۹۷۳ء میں پرائیویٹ امتحان دے کر میٹرک کیا۔ گل بخشالوی سچائی، محبت، انقلاب زندگی اور درد کے شاعر ہیں۔ ''قلزم'' ان کا مشہور شعری مجموعہ ہے۔

سکواڈرن لیڈر عثمان خاور

عثمان خاور ۲ نومبر ۱۹۵۴ء کو فیصل آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کمالیہ سے حاصل کی۔ میٹرک، ایف اے اور بی اے کھاریاں کینٹ میں کیا۔ پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے ۱۹۷۸ء میں ایم اے انگریزی کیا اور ۱۹۷۸ء میں ہی ایئر فورس میں فلائنگ آفیسر کی حیثیت سے کمیشن حاصل کیا۔ ۱۹۹۲ء میں ریٹائر ہوئے۔ ان کا پہلا شعری مجموعہ ''جھیل میں کنکر'' ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا۔

میجر محمد اعظم کمال

محمد اعظم اختر اصل نام جب کہ اعظم کمال قلمی نام ہے۔ ۲۰ جون ۱۹۵۹ء میں کمالیہ میں پیدا ہوئے۔ اعظم کمال کے دادا اور والد صاحب نے بھی فوج کی ملازمت کی تھی۔ چناں چہ اعظم کمال نے بھی میٹرک کے بعد پاکستان ایئرفورس میں شمولیت اختیار کر لی۔ ایئرفورس میں ۱۳ ستمبر ۱۹۷۶ء تا ۷ جولائی ۱۹۸۲ء تک تقریباً چھ سال سروس کرنے کے بعد انھوں نے پاک فوج کی آرٹلری کور میں کمیشن حاصل کیا اور میجر کے عہدے تک پہنچے۔ اپنی ۲۵ سالہ کمیشن سروس مکمل کرنے کے بعد ۱۲ دسمبر ۲۰۰۷ء کو ریٹائر ہوئے۔

آپ کی بہت سی نظمیں اور غزلیں ملک کے نمائندہ ادبی پرچوں اور اردو اخبارات کے ادبی ایڈیشن میں چھپ چکی ہیں اور چھپتی رہتی ہیں۔ اردو ادب کی تاریخ میں غزل کے میدان میں ایک نئی صنف ''رجوعی غزل'' متعارف کروانے کا اعزاز بھی آپ کو حاصل ہے۔

ساحل کی بھیگی ریت پر

''ساحل کی بھیگی ریت پر'' اعظم کمال کا پہلا شعری مجموعہ ہے جو ستمبر ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا۔ یہ مجموعہ غزلوں اور نظموں پر مشتمل ہے۔ اعظم کمال کی شاعری میں مناظر فطرت اور عشق کے تلازمات موجود ہیں اور ان کے اشعار سادگی اور سلاست کے سبب دلوں کے تار چھیڑتے ہیں۔ اعظم کمال نے اپنی نظموں کے حوالے سے معاشرے کے مسائل پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ ان کی شاعری کے بارے میں عاصی کرنالی لکھتے ہیں:

''اعظم کو وسیع کائنات میں پھیلے ہوئے خوب صورت مناظر سے پیار ہے۔

میدان، پہاڑ، صحرا، سمندر، باغ، سبزہ زار ہوائیں، آبِ رواں، پھول، ستارے، خوش رنگ زمیں اور نیلگوں آسمان کے مناظر کی آغوش میں اس کی شاعری انگڑائی لیتی ہے پھر ان مناظر میں جو چیز جان ڈالتی ہے وہ اس کا عشق ہے۔ پھول سے زیادہ لطیف اور ستارے سے زیادہ مقدس، اس کی نظموں میں زیادہ سرمستی اور والہانہ پن ہے۔ اس کی غزلیں رومان کی فضا میں آنکھ کھولتی ہیں اور قاری کو حسن وجمال کی لطافتوں اور رفعتوں سے آشنا کرتی ہیں۔'' (۱۳)

غزل نو

غزل ایک ایسی خوبصورت صنفِ سخن ہے جس کی مہک نے ادبی دنیا کو گذشتہ کئی صدیوں سے معطر کر رکھا ہے۔ اعظم کمال کا شعری مجموعہ اب تک کیے گئے تمام تجربوں سے ہٹ کر ہے۔ یہ مجموعہ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اعظم کمال کی نئی تخلیق ''رجوعی غزل'' پر مشتمل ہے۔ انھوں نے اپنے لیے نئی راہ نکالی ہے۔ مختلف اور بیشتر تازہ زمینوں میں کہی گئی تمام غزلوں کے دوسرے مصرعوں میں صرف قافیے تبدیل کیے ہیں اور بقیہ تمام الفاظ وہی رہنے دیے ہیں۔ اس طرح اعظم کمال نے غزل کو نئے تجربے سے آشنا کیا ہے۔

صوبیدار اقبال سروبہ

محمد اقبال کا قلمی نام اقبال سروبہ ہے۔ ۱۴/ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو پیدا ہوئے۔ اقبال سروبہ کا تعلق ضلع جہلم کی تحصیل پنڈ دادن خان سے تقریباً سترہ کلومیٹر دور آباد سروبہ قصبے سے ہے۔ ۱۹۷۸ء میں بری فوج کے محکمے ایئر ڈیفنس میں بطور رنا ئیک ملازمت کا آغاز کیا اور ۱۹۹۴ء میں ریٹائر ہوئے۔ ۱۹۹۹ء سے ۲۰۰۴ء تک پولیس کے محکمے سے بھی وابستہ رہے۔ اقبال سروبہ نے شاعری کا آغاز ۱۹۸۰ء میں کیا۔ ان کا کلام بہت سے رسائل وجرائد مثلاً ''بیاض'' (لاہور)، ''اسالیب'' (سرگودھا) اور ''تخلیقی ادب'' (اسلام آباد) میں شائع ہوتا رہا ہے۔ ان کا ایک شعری مجموعہ ''محبت خواب بنتی ہے'' شائع ہو چکا ہے۔ ان کی شاعری دورِ حاضر کے مسائل سے تعلق رکھتی ہے اور ان کا اسلوب فکر کی دعوت دیتا ہے۔

حوالدار کلرک اخلاق حسین ساقی

ان کا مکمل نام راجہ اخلاق حسین اور قلمی نام اخلاق حسین ساقی ہے۔ وہ تیس جولائی ۱۹۶۴ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۸۶ء میں بطور کلرک پاکستان آرمی سے وابستہ ہو گئے۔

''ساحل ہے لہو لہو'' ان کا شعری مجموعہ ہے۔ اخلاق حسین ساقی اپنی شاعری کے بارے میں لکھتے ہیں:

''میں ذاتی نمود و نمائش کی خو بھی نہیں رکھتا نہ ہی میں کوئی مستند شاعر ہوں۔ میرا مقصد

صرف اور صرف یہ ہے کہ میں نے جو نہ چاہتے ہوئے بھی لکھ ڈالا ہے سوچا کیوں نہ آپ تک پہنچا دیا جائے ۔ یہ قلم کی حرمت کا مسئلہ تھا جس کا مجھے کم سے کم احساس ضرور تھا ۔ گی لپٹی بالائے طاق رکھتے ہوئے مجھے یہ کہتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں ہوتی کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ جسے شاعر کہا یا لکھا جائے ۔ میں اگر ادب کی معمولی سی قبولیت حاصل کر گیا تو یہ میری خوش قسمتی ہوگی ۔"(۱۴)

نائیک محمد افضل گوہر

محمد افضل گوہر ایک ایسے شاعر ہیں جو بہت کم عرصے میں لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے میں کامیاب ہوئے ہیں ۔ وہ ۲ فروری ۱۹۶۵ء کو پھلروان، ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے ۔ ۱۹۸۴ء میں آرمی میڈیکل کور میں بحیثیت نرسنگ اسسٹنٹ بھرتی ہوئے اور دسمبر ۲۰۰۷ء میں نائیک کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے ۔ ان کے چار شعری مجموعے "اچانک"، "ہجوم"، "رزق"، اور "ہم قدم" شائع ہو چکے ہیں ۔ افضل گوہر کی شاعری کے بارے میں ضیا اکرام لکھتے ہیں:

"افضل گوہر کی شاعری روایت سے جڑی ہوئی اور جدید شعری تقاضوں سے ہم آہنگ ہے ۔ وہ جدید فکر سے آشنا ہونے کے باوصف بے معنی لفظیات اور اسلوب کے ابہام کے حصار سے نکل کر تازہ فضا میں کھلے گلاب کی طرح اظہار خیال کو اپنائے ہوئے ہے ۔ افضل گوہر کے ہاں غزل کے جدید تر اسلوب اور موجودہ معاشرتی رویوں کا بھرپور طریقے سے اظہار ملتا ہے جو اس کے شعری امکانات کے وسیع تر تناظر کی عکاسی کرتا ہے ۔"(۱۵)

لیفٹیننٹ کرنل خالد مصطفیٰ

اصل نام خالد محمود ہے ۔ ۲۱ مئی ۱۹۶۶ء کو فتح جنگ ضلع اٹک کے گاؤں حطار میں پیدا ہوئے ۔ اکتوبر ۱۹۸۸ء میں پاک فوج میں بطور سیکنڈ لیفٹیننٹ شمولیت اختیار کی ۔ اکتوبر ۱۹۸۹ء میں لیفٹیننٹ اور اپریل ۱۹۹۰ء میں کیپٹن کے عہدے پر ترقی ہوئی ۔ اپریل ۱۹۹۳ء میں اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم سے صومالیہ جانے والے پاک فوج کے دستے میں شمولیت کا موقع ملا ۔ ایک سال تک صومالیہ میں قیام امن کے لیے خدمات انجام دیں ۔ بعد ازاں نوشہرہ اور آزاد کشمیر میں پیشہ ورانہ امور سرانجام دیے ۔ اکتوبر ۱۹۹۹ء میں میجر کے عہدے پر ترقی ہوئی ۔ اگست ۲۰۰۷ء میں لیفٹیننٹ کرنل کے عہدے پر ترقی پانے کے بعد شمالی وزیرستان میں تعیناتی ہوئی، ۲۰۱۵ء میں ریٹائر ہوئے ۔ ان کا پہلا شعری مجموعہ "خواب لہلہانے لگے" ۲۰۰۴ء میں شائع ہوا ۔ اس مجموعے میں ان کا زیادہ تر کلام غزل کی صورت میں موجود ہے تاہم نعت، سلام

اور نظم بھی ان کی متاعِ فکر میں شامل ہے۔خالد مصطفیٰ کی شاعری کے بارے میں محسن بھوپالی لکھتے ہیں:

''خالد مصطفیٰ نے غزل کی روایت یعنی مضمون آفرینی اور زبان و بیان کی پاسداری کو بھی اپنایا ہے اور جدت طرازی سے بھی کام لیا ہے۔انہوں نے غزل کے معروف مضامین کے علاوہ عہد حاضر کے مسائل اور قومی موضوعات کو بھی اپنی غزل میں سمونے کو فریضے کے طور پر انجام دیا ہے پھر یہ بات بھی قابل داد ہے کہ ایسا کرتے ہوئے انہوں نے شعریت کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔اُن کی فکر کا یہ پہلو میرے نزدیک انہیں اپنے ہم عصروں میں ممتاز حیثیت عطا کرتا ہے۔''(۱۶)

حوالدار محمد یعقوب فردوسی

محمد یعقوب فردوسی یکم فروری ۱۹۶۸ء کو چک نمبر ۲ شمالی تحصیل بھلوال میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ ڈگری کالج بھمبر، آزاد کشمیر میں ایف ایس سی کے لیے داخلہ لیا لیکن بوجوہ نامکمل چھوڑ کر ۱۶ جنوری ۱۹۸۸ء کو پاک فوج میں شمولیت اختیار کر لی۔

اردو کی نعتیہ، ماہیا نگاری یعقوب فردوسی کی پہچان ہے۔ان کے نعتیہ مجموعوں میں ''مدینہ مدینہ پیارا مدینہ''، ''مینڈے لجپال آقا''، ''مینڈے سوہنے آقا''، ''آقا کملی والے''، ''محمدؐ کے نام سے''، ''خواب مدینے کے''، ''گستاخ اکھیاں''، ''حرف حرف خوشبو''، 'لجپال تخی لجپال''، ''دیوانہ دیدار کا''، ''مولا حسینؑ''،''چاہت کے پھول''، ''ابھی قید پرندے ہیں''اور''چراغ الٰہی''شامل ہیں۔

میجر شہزاد نیرؔ

شہزاد نیرؔ ۴/ اپریل ۱۹۷۳ء کو گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔انھوں نے ۱۹۹۵ء میں بطور سیکنڈ لیفٹیننٹ پاک فوج میں شمولیت اختیار کی اور ترقی پاتے ہوئے میجر کے رینک تک پہنچے۔ان کے دو شعری مجموعے''برفاب''اور''چاک سے اترے وجود''شائع ہو چکے ہیں۔

شہزاد نیرؔ کے ہاں داخلیت و خارجیت کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔انھوں نے پرانی روش اختیار کرنے کے بجائے اپنے لیے ایک نئی راہ متعین کی ہے اور ان کی نظم کا شعری و فکری لہجہ ہمارے عہد کو اس کی اصل پہچان فراہم کرتا ہے۔بقول احمد ندیم قاسمی:

''شہزاد نیرؔ نوجوان شاعر ہیں مگر نوجوانی ہی میں انہوں نے اپنی تخلیقی توانائیوں کا لوہا منوا لیا ہے۔وہ دونوں اصناف شعر،نظم اور غزل کو سلیقے سے برتتے ہیں؛ یہ الگ بات ہے کہ ان کا جوہر بیشتر ان کی نظموں میں کھلتا ہے۔وہ اپنے آس پاس کی صورت حال کا

مطالعہ بہت ذہانت اور ذکاوت کے ساتھ کرتے ہیں اور اس مطالعے کے فن کارانہ اظہار میں کوئی بھی مصلحت، ان کی مزاحم نہیں ہوتی۔ چنانچہ ان کی شاعری کا نمایاں تاثر صداقت اور حقیقت ہے۔ وہ خواب بھی یقیناً دیکھتے ہیں، مگر ان خوابوں کو بھی ماورائیت کے سمندر میں ڈوبنے سے بچائے رکھتے ہیں اور یہ بڑی بات ہے۔" (۱۷)

لیفٹیننٹ کرنل راشد منہاس

لیفٹیننٹ راشد منہاس ۱۲ جون ۱۹۷۴ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۹۸ء میں پاک فوج میں بطور سیکنڈ لیفٹیننٹ شمولیت اختیار کی اور تا حال عسکری خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ "خاک وطن" ان کا شعری مجموعہ ہے۔

نائیک عابد رسول کمبوہ

عابد رسول کمبوہ یکم جنوری ۱۹۷۶ء کو چک نمبر ۱۴۰/R۔۶ فقیر والی، ضلع بہاول نگر میں پیدا ہوئے۔ ۲۶ فروری ۱۹۹۴ء میں فوج میں بطور کلرک بھرتی ہوئے۔ پیشہ ورانہ تربیت آرمی سکول آف لاجسٹکس، مری سے حاصل کی۔ دورانِ ملازمت میں مختلف مقامات پر تعینات رہے۔ ان کے دو شعری مجموعے "گمنام چاہتوں کے درد" اور "باتیں پیار کی" شائع ہو چکے ہیں۔

نائیک شبیر ناقد

اصل نام شبیر اور ادبی نام شبیر ناقد ہے۔ یکم فروری ۱۹۷۶ء کو ضلع ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ شریف کے گاؤں ہیرو شرقی میں پیدا ہوئے۔ جولائی ۱۹۹۹ء میں بطور سپاہی پاک آرمی میں شمولیت اختیار کی۔ نومبر ۲۰۱۲ء میں نائیک ہوئے۔ شبیر صاحب کا تعلق پاک آرمی کے توپ خانہ سے ہے۔

شبیر ناقد نے ۱۹۹۶ء میں با ضابطہ شاعری کا آغاز کیا۔ ان کے چار شعری مجموعے "صلیب شعور"، "آہنگ خاطر"، "من دی مسجد" اور "جادہ فکر" شائع ہو چکے ہیں۔ شبیر ناقد کا شعری کینوس بہت وسیع ہے۔ انھوں نے روایتی موضوع محبت کے علاوہ دیگر موضوعات کو بھی بڑی خوش اسلوبی سے نبھایا ہے۔ بقول ظہور احمد فاتح:

"ان کی نگارشات کا مطالعہ کرنے والوں کو محسوس ہوگا کہ ان کا سخن سادگی کے رنگ کا حامل ہے مگر اس میں جذبے کی تاثیر کی فراوانی ہے۔ جگہ جگہ شاعر کا شعری شعور رنگ جماتا نظر آتا ہے۔ وہ قدم بہ قدم اپنے تجربات کی عکاسی کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ ایک حد تک وضع دار بھی ہیں مگر بے تکلفی انہیں بہت پسند ہے۔ ان کی لفظیات

میں ایک ارتقاء کا عمل صاف دکھائی دیتا ہے۔ان کی تراکیب اپنے اندر ایک شانِ دلاویزی لیے ہوئے ہیں۔ان کی مستقل مزاجی اور شعر و ادب کی عرق ریزی انہیں اپنے ہم عصروں سے کافی آگے لے گئی ہے۔"(۱۸)

جے سی او ریاض احمد تھہیم

ریاض احمد تھہیم یکم اپریل ۱۹۷۷ء کو ضلع چینوٹ میں پیدا ہوئے۔۱۹۹۲ء میں پاک فوج میں شمولیت اختیار کی۔ریاض احمد تھہیم کی اب تک ایک کتاب "ماں کی یاد میں" منظر عام پر آئی ہے۔یہ کتاب اس لحاظ سے امتیازی حیثیت رکھتی ہے کہ یہ ماں کی شان میں لکھی گئی ہے اور مکمل شاعری پر مشتمل ہے۔

نائیک بلال احمد

بلال احمد پانچ اپریل ۱۹۷۹ء کو چکوال میں پیدا ہوئے۔تین جولائی ۱۹۹۸ء کو بطور سپاہی پاک فوج میں ملازمت کا آغاز کیا جو تا حال جاری ہے۔ان کی ایک کتاب "تنہا ابن آدم" منظر عام پر آ چکی ہے۔یکم جولائی ۲۰۰۷ء کو بلال احمد کو اس شعری مجموعہ کی اشاعت پر جنرل اشفاق پرویز کیانی کی طرف سے بیس ہزار روپے بطور انعام دیے گئے۔بلال احمد کی شاعری کے حوالے سے ڈاکٹر انعام الحق جاوید لکھتے ہیں:

> "تنہا ابن آدم" بلال احمد کا منفرد نوعیت کا مجموعہ کلام ہے جس میں انہوں نے اپنے اصلاحی جذبات کے ساتھ سماجی مسائل کا تجزیہ کیا ہے اور کہیں کہیں رومانویت کا بھی برملا اظہار کیا ہے۔عہد حاضر میں جب کہ ہر شخص صرف اپنے بارے میں سوچنے پر مجبور ہے بلال احمد کی اس سوچ کی قدر کی جانی چاہیے جس کے تحت انہوں نے اعلیٰ اخلاقیات کا درس دیتے ہوئے محبت اور سچائی کو عام کرنے اور برائی سے نفرت کو موضوع بنایا ہے۔بلال احمد نے اعلیٰ انسانی اقدار کا پرچار کیا ہے اور یہی ان کی شاعری کا جوہر ہے۔"(۱۹)

حوالدار محمد اصغر شاہ بخاری

محمد اصغر شاہ بخاری ۱۹۸۱ء میں تونسہ شریف میں پیدا ہوئے۔سپاہی کی حیثیت سے پاک فوج میں شامل ہوئے۔ان کا شعری مجموعہ "تجھے دیکھنے کے بعد" شائع ہو چکا ہے۔

مندرجہ بالا کے علاوہ بے شمار عسکری شخصیات اور بھی ہیں جو اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریاں نبھانے کے ساتھ ساتھ اردو ادب کی خدمت بھی انجام دے رہی ہیں۔ان میں میجر فضل حسین فضل، میجر عبدالکریم خان، فلائیٹ لیفٹیننٹ سراج الدین ظفر، میجر محمد عاشق، گروپ کیپٹن سلیمان حیدر، میجر صادق نسیم، رسالدار ملک خادم حسین، میجر محمد یونس خان، یوسف رجا چشتی (میجر ارباب محمد یوسف)، محمد حسن صفدر، ونگ کمانڈر

رشید قیصرانی، ونگ کمانڈر ریٹائرڈ احمد اکرم، کرنل شمیم محمود بشارت علوی، صوبیدار محمد مقرب آفندی، لیفٹیننٹ کرنل مشتاق احمد، لیفٹیننٹ کرنل محمد اسلم خان، لیفٹیننٹ کرنل حامد خان (حامد شگفتہ)، عبدالرؤف راسخ، فلائیٹ لیفٹیننٹ غالب احمد، میجر محمد خالد خان مہر، میجر عبدالحمید (حمید یورش)، لیفٹیننٹ کرنل عبدالقدوس قدسی، لیفٹیننٹ کرنل مجیب الحسن، لیفٹیننٹ کرنل نثار احمد خان، فلائیٹ لیفٹیننٹ میاں طفیل محمد (طفیل بسمل)، سید جعفر طاہر، بریگیڈیئر ذاکر شمیم، بریگیڈیئر محمد نذیر شمس، بریگیڈیئر محمد یوسف، لیفٹیننٹ کرنل نجم نواز خان، بریگیڈیئر ایس ایس ہادی، وارنٹ آفیسر محمد اعجاز، کرنل محمد افضل انجم، فیصل ندیم، حوالدار محمد بشیر رانجھا، میجر ظفر اقبال اعوان، میجر میاں محمد رفیع راز، شبیر حسین شہری، کیپٹن ارشاد مرزا، میجر احمد نواز، کیپٹن ڈاکٹر خاور عزیز، کرنل مقبول حسین، صوبیدار جاوید تبسم، سارجنٹ صابر ملک، سپاہی ملک عرفان خانی وغیرہ شامل ہیں۔

الغرض یہ کہا جا سکتا ہے کہ افواج پاکستان کے باوردی شعرا نے بے شمار اور بے پناہ تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جملہ اصناف سخن غزل، نظم، قصیدہ، مثنوی، مرثیہ، رباعی، پیروڈی وغیرہ سے اُردو ادب کے دامن کو مالا مال کیا ہے۔ اردو شاعری کو جدید اصناف شعر سے روشناس کرانے کے سلسلے میں عساکر پاکستان کا کردار اہمیت رکھتا ہے لہٰذا بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اردو ادب کی کوئی تاریخ، افواج پاکستان کی ادبی سرگرمیوں کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔

بقول کرنل غلام سرور:

> ''مقام شکر ہے کہ عساکر پاکستان کا دامن بھی متعدد دانشوروں سے مالا مال ہے۔ ہمارے ہاں تین قسم کے اہل قلم ملتے ہیں۔ ایک وہ جنھوں نے خالص پیشہ ورانہ موضوعات پر خامہ فرسائی کی ہے۔ دوسری وہ جنھوں نے تاریخ، فلسفہ اور عمرانیات کے مسائل پر قلم اٹھایا ہے اور تیسری قسم ان ادیبوں اور شاعروں پر مشتمل ہے جنھوں نے توپوں کی باڑ اور گولیوں کی بارش کے عین بیچ آگ میں پھول اُگائے ہیں اور جنھوں نے اپنی حکایتِ شب، طلوع صبح کے تابندہ لہجے میں قلم بند کی ہے۔ میرا اشارہ شاعروں، ادیبوں اور افسانہ نگاروں کی جانب ہے۔'' (۴۰)

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) پیش لفظ، جنگ کے رنگ از سید ضمیر جعفری، لاہور: مکتبہ کارواں، ۱۹۵۳ء، ص:۷

(۲) ڈاکٹر جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو (جلد دوم)، لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع سوم مارچ ۱۹۹۴ء، ص:۹۶

(۳) ڈاکٹر تبسم کاشمیری، اردو ادب کی تاریخ، ص:۲۵۴_۲۵۵

(۴) ڈاکٹر تبسم کاشمیری، اردو ادب کی تاریخ، ص:۲۹۱

(۵) فلیپ، درد و درماں از جنرل ڈاکٹر محمود الحسن، راولپنڈی: نیرنگ خیال پبلی کیشنز، مارچ ۱۹۸۷ء

(۶) مضمون نگار کا میجر ڈاکٹر محمد خاں اشرف سے انٹرویو، بتاریخ ۱۴ جون ۲۰۱۱ء

(۷) احمد ندیم قاسمی، 'تقدیمات' مشمولہ، درد کا سورج، از میجر ڈاکٹر محمد خاں اشرف، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، دوسرا ایڈیشن، ۱۹۹۸ء، ص:۱۲

(۸) سکواڈرن لیڈر نیاز احمد صوفی، انٹرویو، بتاریخ ۲۰ جون ۲۰۱۱ء

(۹) غلام جیلانی اصغر، روپ، دھوپ صحرا ایک تاثر، مشمولہ، روپ، دھوپ صحرا از نیاز صوفی، لاہور: فکر و خیال ۱۹۹۱ء، ص:۲۰

(۱۰) پروفیسر خورشید رضوی، 'دیباچہ' پھر وہی دن کا اجالا از نیاز احمد صوفی، لاہور: الحمد پبلی کیشنز، جنوری ۱۹۹۹ء، ص:۱۴

(۱۱) ڈاکٹر وزیر آغا، فلیپ، وارفتہ از نیاز احمد صوفی۔ لاہور: کاغذی پیرہن، مئی ۲۰۰۵ء

(۱۲) افضل گوہر، مضمون، 'احساسات و جذبات کا شاعر' مشمولہ شام ہو چلی احساس از اعظم احساس، راولپنڈی: حرف اکادمی، ۲۰۰۸ء، ص:

(۱۳) ڈاکٹر عاصی کرنالی 'اظہار خیال' مشمولہ، ساحل کی بھیگی ریت پر از اعظم کمال، لاہور: شام کے بعد پبلی کیشنز، ستمبر ۱۹۹۹ء، ص:۱۱

(۱۴) اخلاق حسین ساقی، ساحل ہے لہولہو، گوجر خان: صدائے پوٹھوہار، اگست ۲۰۰۲ء، ص:۱۳

(۱۵) ضیاء اکرام مضمون 'جدید فکر آشنا' مشمولہ اچانک از افضل گوہر، راولپنڈی: حرف اکادمی، جنوری ۲۰۰۱ء، ص:۴

(۱۶) محسن بھوپالی، فلیپ، خواب لہلہانے لگے از خالد مصطفیٰ، ڈیرہ اسماعیل خان: قاصر ادبی فورم، مئی ۲۰۰۴ء

(۱۷) احمد ندیم قاسمی، فلیپ برفاب از میجر شہزاد نیّر، لاہور: کاغذی پیرہن، جنوری ۲۰۰۸ء

(۱۸) ظہور احمد فاتح، آہنگ خاطر از شبیر ناقد، تونسہ شریف: فاتح پبلی کیشنز، فروری ۲۰۱۰ء، ص: ۱۶_۱۷

(۱۹) ڈاکٹر انعام الحق جاوید، تنہا ابن آدم از بلال احمد، اسلام آباد: منزل پرنٹرز، ۲۰۰۶ء، ص:۵

(۲۰) کرنل غلام سرور، مضمون 'عساکر پاکستان کی علمی و ادبی خدمات' مشمولہ پاکستانی ادب (مجلّہ) پہلی جلد، مرتبہ رشید امجد، راولپنڈی: مئی ۱۹۸۱ء، ص: ۵۹۵